ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

علامہ اقبال کا فلسفہ خودی نایعیۃ

Selfhood philosophy of Allama Muhammad Iqbal

ڈاکٹر صائمہ مشتاق

اسسٹنٹ پروفیسر

آمنہ فیاض، حناء فاروق، عاتکہ سماریہ

بی۔ ایس اردو سیمسٹر سوم

حضرت عائشہ صدیقہ ماڈل ڈگری اینڈ کامرس کالج برائے خواتین، لاہور

Abstract

Dr. Allama Muhammad Iqbal was an outstanding poet and intellectual figure. His poetry is characterized by a skillful expression of emotions and sentiments, which touches the hearts of the readers. In his philosophical works, emphasis is placed on the natural essence of humanity and the pursuit of truth. His concept of ***"Khudi" (selfhood)*** *highlights the inherent greatness of humanity, and these ideas are clearly blended in his poetry and philosophical writings. Recognizing his personality and intellectual abilities, he is remembered as one of the finest poets and philosophers.*

Key Words:

Allama Muhammad Iqbal, poet, Intellectual, Emotions, Sentiments, Philosophical, Khudi (Selfhood), Humanity.

کلیدی الفاظ:

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، شاعر، فکری شخصیت، احساس، جذبات، فلسفی، خودی، انسانیت

"**خودی**" فارسی زبان کا لفظ ہے جو لغوی اعتبار سے انانیت، خود مختاری، خود غرضی اور غرور و تکبیر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خودی کا لفظ اقبال کے پیغام یا فلسفہ حیات میں تکبر و غرور کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اقبال کے نزدیک خودی نام ہے احساس غیرت مندی کا، جذبہ خودداری کا اور دوسروں کا سہارا تلاش کرنے کے بجائے اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کا۔

محمد اقبال کا پیغام یا فلسفہ حیات کیا ہے اگر چاہیں تو اس کے جواب میں صرف ایک لفظ "**خودی**" کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ ہی ان کی فکر و نظر کے جملہ مباحث کا محور ہے اور انہوں نے اپنے پیغام یا فلسفہ حیات کو اسی نام سے موسوم کیا ہے۔ اس محور تک اقبال کی رسائی خات و کائنات کے بارے میں بعض سوالوں کے جوابات کی تلاش میں ہوئی ہے۔

اقبال جس دور میں پیدا ہوئے وہ مسلمانوں کے لئے آزمائش کا دور تھا۔ مغل سلطنت غلامی میں جکڑی جا چکی تھی اور مسلمان شرمندگی اور کشمکش میں مبتلا تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب برصغیر کا مسلمان ذہنی ایزا کا شکار تھا۔ اپنی رفعت و صرتے کے چھن جانے کے بعد وہ بھلا بیٹھا تھا کہ بحیثیت مسلمان اس کی عظمت کیا ہے اور اس کا دیں اس کو کیا دیکھنا چاہتا ہے۔ نتیجتاً مسلمانوں میں انتشار اور تفریق نے ان کو کئی طبقوں میں بانٹ دیا۔

1

خودی کی ہوس سے خود آزادی

ہم سوز نالہ و نوائے دل کی ہے

اقبال نے خودی کو بطور نظریہ پیش کیا زندگی کے پر پہلو میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ہر عمر کے فرد کے لیے اس کو لازمی قرار دیا۔ خاص کر کہ نوجوان طبقہ جس کو آنے والی نسل کی ڈور سنبھالی تھی۔ ابھی جستجو اور علم کے کئی مراحل سے گزر کر ہی یہ ممکن ہے کہ ہم انسان بن سکیں اور فلسفہ خودی کو جان سکیں۔

2

خودی کو دیکھتے ہیں زمانے کو بھول گئے
بہت عظیم ہو گئے انسان بن کے

فلسفہ خودی اقبال کی ایک بہت اہم مصنوعی ہے جو ان کی فلسفی اور ادبیاتی تصورات کی بنیاد بناتی ہے۔اس کا مقصد انسانیت کو اپنے واقعی خود کی شناخت اور اپنی حقیقت کی تلاش میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

خودی کے اوصاف میں اقبال کے بے شمار بیانات ان کی تصانیف میں بکھرے پڑے ہیں اور بے شمار ایسے اشعار ہیں جن میں خودی کا والہانہ تذکرہ آیا ہے۔اقبال کا یہ فلسفہ حیات یا پیغام خودی جس پر انہوں نے اتنا زور دیا ہے اور فرد و قوم کی بقا و ترقی کی اساس ٹھہرایا ہے، جذبات کے لمحاتی جوش کا نہیں بلکہ انسان کے نفس اور اس کی تہذیبی زندگی پر کامل غور وفکر کا نتیجہ ہے۔بعض مقامات پر خودی اور خدا کے وجود کو لازم وملزوم بتا کر وجود کی تعریف یہ کی ہے کہ جو ہر خودی کی نمود کا دوسرا نام وجود ہے۔اس لئے انسان کو اپنے وجود کا ثبوت دینے کے لئے خودی کی نمود سے غافل نہیں رہنا چاہئے خودی کی بھرپور نمود انسان کو امر بنا دیتی ہے۔

خودی کو اقبال کے فلسفہ حیات وکائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اگر خودی کے تصور کو سمجھ لیا جائے تو اقبال کی شاعری کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔اقبالیات کے ہر نقاد نے خودی پر کسی نہ کسی شکل میں اظہار خیال کیا ہے۔ڈاکٹر سعید عبد اللہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔

خودی خود حیات کا دوسرا
نام ہے۔خودی عشق کے مترادف
ہے۔خودی ذوق تسخیر کا نام
ے۔خودی سے مراد خود آگاہی ہے۔
خودی ذوق طلب ہے۔
خودی ایمان کے مترادف ہے۔

3

یہ موج نفس کیا تلوار ہے
خوری کیا ہے تلوار کی دھار ہے
خودی کیا ہے راز دورن حیات
خوری کیا ہے بیدار کی دکائنات
خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے۔
فلک جس طرح آنکھ کے تلے ہے

علامہ صاحب کے نزدیک خودی سے مراد عرفان نفس اور خود شناسی بھی ہے۔اسرار خودی کے دبانے میں آپ رقم طراز ہیں یہاں لفظ "**خودی**" کے متعلق آگاہ کر دینا ضروری ہے کہ لفظ اُس نظم میں بمعنی غرور استعمال نہیں کیا گیا جیسا کہ اُردو میں متعمل ہے اس کا مفہوم محض احساس نفس یا تعین ذات ہے۔

4

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

خودی کی شوخی میں کبر و ناز نہیں

جو ناز ہو بھی ہے لذت کیاز نہیں

خودی کا طالب اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر ڈوب جاتا ہے کہ وہ خودی کے مراحل و مدارج عبور کرنے کے باوجود تشنہ لب رہتا ہے۔ اس تشنگی کو علامہ صاحب سے عشق حقیقی کا نام دیا ہے۔

5

عشق بھی ہو حجاب میں حسن بھی ہو

حجاب میں یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر

تو ہے محیط بیکراں، میں ہوں واسی آب

جو یا مجھے کنار کر یا مجھے بے کنار کر

اقبال کا فلسفہ خودی دراصل اس حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے۔

ترجمہ:

"یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"

وہ شخص جو ہر چیز کو جانتا ہے لیکن خود کو نہیں جانتا جاہل

اقبال کا مقصد انسان کو ان کی قدرتی صلاحیتوں اور استعدادات کی شناخت کرانا ہے۔ ان کا یقین تھا کہ ہر انسان میں ایک مخصوص خودیت ہوتی ہے جو اس کی ذاتیت، مقاصد اور عقائد کو معین کرتی ہے۔

اس فلسفہ کا دوسرا اہم اصولی ہے خودی کی شناخت، اقبال کا مقصد انسان کو اپنی خودی کی شناخت کی طرف لے جاتا ہے تاکہ وہ اپنی ذات کے اندر موجود قدرتی قوتوں کی شناخت کر کے ان کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکے۔

اقبال کے فلسفہ خودی کو مغرب نے کم و پیش نظر انداز کر دیا ہے، اس موضوع پر کسی مغربی تصنیف میں آپ کو اقبال کا نام یا ان کے فلسفے کا ذکر نہ ملے گا، دوسری جانب مشرق میں ابتدائی دور بے اعتنائی کے بعد اقبال کی قدر شاہی کا آغاز ہوا اور بالاخر روازنہ پرستش تک نوبت پہنچ گئی اس عظیم شاعر و فلسفی کے حق میں مغرب کی یہ بے نیازی اور مشرق کی یہ روازنہ پرستش رونوں نامناسب ہیں۔ اقبال کو غالبانہ اتنا وقت ملانہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنے نظریہ خودی کو واضع فلسفیانہ انداز میں پیش کرنے۔

علامہ اقبال بار بار قوم کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں ک مسلمان آگر خودی کی تلوار ہاتھ میں لے تو پھر دنیا کی ساری طاقتیں اس کے زیر نگیں ہوئی چلی جائیں گی اور اس کی تدبیر مشیت ایزدی کی تقدیر بن جائے گی۔

6

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

خودی کی تربیت کے لیے علامہ اقبال نے چار چیزوں پر زور دیا ہے اول توحید جس پر کامل ایمان انسان کو ہر خوف، ہر مایوسی سے آزاد کر دیتا ہے دوسرا محبت اور ان کی مکمل تقلید، تیسرا- قرآن کا مطالعہ اور اس کی تعلیمات کی پیروی اور چوتھا جائیت یعنی مایوسی اور غم پسندی کو ترک کرے اور امیر وہمت اور جرات کی راہ اختیار کرے۔

جب اطاعت وضبط نفس کی منزلوں سے کسی فرد کی خودی کامیاب گزر جاتی ہے تو وہ اعلی منصب پر فائز ہو جاتا ہے جو تخلیق انسانی کا مقصد خاص ہے، نیابت اور جس حصول کے لئے انسان روز اول سے سرگرم عمل اور مزاحمتوں سے بر سر پیکار ہے۔

7

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ

خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

فلسفہ خودی قرآن مجید کی رو سے دیکھا جائے تو قرآن مجید کی پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

8

ایاک نعبد وایاک نستعین ہ

ترجمہ:

" ہم تیری ہی محبت کے ساتھ غلامی کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"

یہ وہ دعا ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے تاکہ وہ اللہ سے مدد مانگے۔ اس آیت میں لفظ **نستعین** سے مراد ایسی مدد مانگنا ہے جو اپنی پوری دل و جان سے کوشش کرنے کے بعد رب سے مانگی گئی ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو کام میں لانے کے بعد خود سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا ہے ۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے اپنی ہر ممکن کوشش کر کے اپنی قوم کے نوجوانوں کو بیدار کرنے اور خودی کا شعار اپنانے کی دعوت دی ہے چنانچہ ایک دن علامہ اقبال کے ایک دوست فقیر نجم الدین ان سے ملنے آئے کہا، دیکھتے ہیں کہ علامہ اقبال زار و قطار رو رہے ہیں فقیرِ نجم الدین نے رونے کا سبب پوچھا تو علامہ اقبال نے خط ان کی طرف بڑھا دیا جو انہیں لندن سے کیمبرج یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ان بھیجا تھا اور اقبال سے ان کی ایک فارسی کی کتاب کا انگریزی ماترجمہ کرنے کی اجازت مانگی تھی فقیر نجم الدین حیران ہو کر بولے اس میں رونے کی کیا بات ہے آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ دوسرے ملکوں کے عالم بھی آپ کی قدر کرتے ہیں۔

علامہ اقبال نے فرمایا:

"اسی کا تو رو تا ہے جس قوم کے دل میں میں خودی کا احساس پیدا کرنے کے لیے میں نے یہ کتاب لکھی وہ قوم (مسلمان) نہ تو پوری طرح اس کے مطلب کو سمجھ سکی اور نہ اس کی قدر کی سکی جبکہ ولایت والے اپنے لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ کتاب میں نے ان کے لیے نہیں لکھی۔"

9

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔

علامہ اقبال کا فلسفہ خودی ایک آفاقی پیغام ہے۔ وہ اس امر کا درس دیتے ہیں کہ یہ گوہر دنیا کے بادشاہوں کے خزانوں میں نہیں ملتا۔ وہ انسان کو وقتی مراعات سے دور رہنے اور آفاقیت کے ساتھ رشتہ بنائے رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک جب قوم کے نوجوانوں میں خودی کا جوہر کھلتا ہے تو ان کی نظر آسمانوں کو اپنی منزل بناتی ہے۔

10

میں نہیں جانتا کہ میں شراب ہوں یا پیالہ
دامن میں موتی رکھتا ہوں یا خود موتی ہوں

دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کی اہمیت فرق کم نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ دن بدن اس کی اہمیت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ یہ خودی کا یہ پیام صرف ایک طبقہ کے لیے نہیں بلکہ امن کے ہر متلاشی کی ضرورت ہے۔ اگرچہ انہوں نے یہ شاعری اس دور میں کی جب برصغیر کے عوام غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

حوالہ جات

1۔ اقبال: ان کی زندگی اور ہمارے دور میں، رضوی سجاد حسین، اقبال اکیڈمی پاکستان، سن 2006ء،
2۔ یضاص ۲۲
3. بال جبریل، علامہبال جبریل، علامہ اقبال، ص ۴۵۵
4. ایضا
5. ایضا
6۔ اسرار خودی، علامہ اقبال، مترجم عبدالرشید
فاصل ص=۱۸
7۔ ضرب کلیم، علامہ اقبال، ص=۵۲۷
8۔ القرآن کریم، الحق قرآن کمپنی، ص=۲
سورۃ فاتحہ، آیت نمبر ۵
9۔ بال جبریل، علامہ اقبال، ص ۳۸۲
10۔۔ پیام مشرق، علامہ محمد اقبال، اقبال پرنٹرز رائل
پارک لاہور، س ۱۹۹۲ ، ص ۹۲